OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 7, Issue 4 (October-December 2024)

برصغیر کی دینی فکری روایت میں خواجہ غلام مرتضیٰؒ کا بصیرت افروز کردار: مصادر، مناہج اور نتائج

The insightful role of Khwaja Ghulam Murtaza in the religious and intellectual tradition of the subcontinent: Sources, methods and results

Dr. Muhammad Akram Nizami

Lecturer (V), Department of Arabic Language and Literature, University of Sargodha

drnizami36@hotmail.com

Dr. Sadia Nasrullah

Assistant Professor, Govt. Graduate college for women Wapda Town Lahore

baseeratfatima@gmail.com

Abstract

Maulana Hafiz Ghulam Murtaza (1251 AH / 1835 AD to 1321 AH / 1903 AD) was a leading scholar of the 19th century. He spent his whole life acquiring and then spreading knowledge among his people. The end of the thirteenth century AH and the beginning of the fourteenth century AH was his era span. It was very difficult time for the Muslims of the subcontinent. This turbulent period saw many revolutions. There was a lack of political and religious leadership for Muslims as a whole. There were no standard educational institutions for Muslims, and Muslims in general had excluded education from their priorities. They were satisfied with their ignorance. Especially after the War of Independence of 1857,

CC BY

Muslims suffered a complete decline. Hafiz Ghulam Murtaza lit the candle of knowledge in a remote area of Punjab in subcontinent where human beings were suffering from the double bondage of feudalism and ignorance, the rays of which, after a century and a half, are still illuminating an era. The article under review gives a brief overview of the scholarly and religious services of this religious and visionary scholar. The purpose of this article is to make the world aware of the fact that there are such bright lights of knowledge and spirituality under the banner of Islam, that even a thousand glooms of ignorance together cannot face a ray of their knowledge.

Key words: Books of Tafseer, Books of Hadith, Books of Sermons, Letters, Archives, Library, Madrasa, Monastery, Student, women education, Denial of Qadyaniat

تعارف خواجہ غلام مرتضیٰؒ (شخصیت اور مقام و مرتبہ)

خواجہ مولانا حافظ غلام مرتضیٰؒ (ولادت: 1251 ہجری / 1835 عیسوی) کا تعلق بیربل شریف ضلع سرگودھا کے ایک مشہور علمی و روحانی خانوادے سے تھا۔ آپ کی ولادت سے قبل ہی ایک مرد صالح نے آپ کے والد کو ایک بلند مرتبہ فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔ 13 برس کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اس وقت تک آپ اپنے والد گرامی سے حفظ قرآن کریم اور ابتدائی درسی کتب پڑھ چکے تھے، والد کی وفات کے بعد تحصیل علم کے لئے کئی جید علماء کے ہاں حاضری دی۔ بالآخر مولانا غلام نبی للہیؒ[1] کی درسگاہ میں سکون قلب و نظر کا سامان میسر ہوا؛ چنانچہ باقی علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل وہیں رہ کر کی، اور محض 18 سال کی عمر میں دستار فضیلت

حاصل کر کے آباء واجداد کی مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ دوران تعلیم آپ نے اپنے استاد محترم کی ہدایت پر سلوک روحی کے لیے مولانا شاہ غلام محی الدین قصوریؒ[2] کے دست حق پرست پر بیعت کی، اور خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنے علاقہ میں درسگاہ قائم کی تو ملک کے طول و عرض سے تشنگان علم کی ایک بڑی تعداد آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی درس و تدریس، اور افراد ملت کی تعلیم و تربیت میں صرف کی۔ علمی نوادرات جمع کرنے کا از حد شوق تھا اس کے لئے کثیر رقوم خرچ کرتے چنانچہ ہر علم و فن کی کتب جمع ہو گئیں اور ایک ضخیم لائبریری قائم ہو گئی۔[3]

علامہ عبد الحکیم شرف قادری لکھتے ہیں: " آپ نے عمر بھر رشد وہدایت اور تبلیغ دین کا مشن پوری قوت سے جاری رکھا۔ بدعات اور غیر شرعی رسوم کے انسداد کے لیے بھرپور جہاد کیا اور متعدد خلق خدا کو راہ راست دکھائی "[4]

فتنہ قادیانیت کے رد کے لیے آپ نے بھرپور کوشش کی۔ مرزا قادیانی نے آپ کی طرف اپنی دعوت باطلہ بھیجی تو آپ نے اس کی طرف ایک سخت خط لکھا جس میں اس کے عقیدہ باطلہ کا دلائل وبراہین سے رد کرتے ہوئے اس کو اسکی غلط روش ترک کرنے اور تائب ہونے کا مشورہ دیا۔ مرزا کے خلیفہ اول حکیم نور الدین کے ساتھ آپ کا تاریخی مناظرہ مشہور ہے جس میں اس کذاب نے منہ کی کھائی اور مناظرہ کا دوسرا دن شروع ہونے سے قبل راتوں رات بھاگ گیا۔ حکیم نور الدین اس کے

كَانَ زَهُوقًا[6]

مثل مشہور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، بعینہ اہل علم کے مقام ومرتبہ کا تعین ان کی علمی وراثت سے کیا جاتا ہے اور انکی یہ وراثت علم ہی درحقیقت انکی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہوتی ہے۔ چنانچہ علماء کی خدمات دینیہ کا تجزیہ کرنے کے لیے انکی میراث علمی کا جائزہ لیناضروری ہے جسے ہم تین طرح تقسیم کرسکتے ہیں:

1. انکی تصنیفات وتالیفات
2. انکے قائم کردہ مدارس
3. اور ان سے تربیت یافتہ افراد

آئندہ سطور میں ان تینوں کا ایک عمومی جائزہ پیش کیا جائے گا

تصنیفات وتالیفات

1. **تفسیر سورۃ الھاکم التکاثر:** عربی زبان میں لکھی گئی سورہ تکاثر کی تفسیر ہے۔ آیات قرآنیہ اور احادیث و آثار سے استشہاد کرتے ہوئے دلکش اسلوب میں لکھی گئی ایک نادر کتاب ہے
2. **مصباح الدجی:** آپ کا مرتب کردہ مجموعہ احادیث ہے۔ جسے آپ نے غالبا مدرسہ کے طلباء کے لیے مرتب کیا تھا
3.

1205 احادیث مبارکہ کے اس مجموعہ کے آغاز میں مقدمہ بھی ہے، نیز اصطلاحاتِ حدیث، رموزِ علم حدیث اور شیخین کا تعارف بھی شامل ہے۔ قدیم اردو زبان استعمال کی گئی ہے۔ بہت سے الفاظ اب متروک ہیں یا ان کا رسم الخط بدل گیا ہے۔

4. **شمس الضحی فی شرح مصباح الدجی:** آپ کے مرتب کردہ مجموعہ احادیث مصباح الدجی کی شرح ہے جو آپ نے عربی زبان میں لکھی، نہایت ضخیم کتاب ہے۔ انداز تحریر خالصتا علمی ہے

.5

آپ نے عربی زبان میں شرح بھی لکھی ہے۔ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی لکھتے ہیں: "کہ آپ نے یہ کتاب 1285 میں اپنے بیٹے احمد سعید کی تعلیم کے لیے لکھی جن کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ اس سے جہاں آپ کے تلامذہ کی علمی استعداد کا اندازہ ہوتا ہے وہیں اس عظیم مدرسہ کا منہج تدریس بھی سامنے آتا ہے"[7]

6. **کتاب المعراج:** عربی زبان میں واقعہ معراج سے متعلق ایک نادر کتاب ہے

7. **ضوابط الصرف:** فارسی زبان میں عربی قواعد پر تصنیف کی گئی کتاب ہے

.8

ہے۔ اس سے آپ کی زیر تربیت خواتین کی علمی استعداد کا اندازہ ہوتا ہے۔

9. **تحفۃ العارفین وہدیۃ السالکین:** آپ کی یہ تالیف مختلف موضوعات کے مواعظ پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بھی عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔

10. **نجم الھدی من کلام الاولیاء:** فارسی زبان میں لکھی گئی اس کتاب کا قلمی نسخہ آپ کے احفاد سے دستیاب ہوا ہے لیکن افسوس کہ ناقص الآخر ہے شروع کے صرف 19 صفحات سلامت ہیں۔

11. **لوائح الشیخ عبد القادر جیلانی:** عربی زبان میں لکھے گئے اس مخطوط کا بھی صرف ایک نسخہ دستیاب ہو سکا ہے اور وہ بھی ناقص الآخر ہے۔ خواجہ شیخ عبد القادر جیلانی کے کلام سے انتخاب پر مواعظ ہیں۔ مولانا نے ہر وعظ کا نام لائحہ رکھا ہے۔

12. **غایۃ المرام فی تحقیق المولد والقیام لتعظیم سید الانام**
13. **مظاہر الحق**
14. **شرح کنز النحو**
15. **شرح الشرح مائۃ عامل**
16. **روضۃ الریاحین من کلام سید المرسلین**
17. **خلاصۃ الذھب در علم سلوک**
18. **رسالہ در فضائل رمضان وعیدین**

مؤخر الذکر سات کتب کا تذکرہ خواجہ کی مختلف سوانح اور آپ کے دور میں لکھی گئی چند اور کتب اور مکتوبات میں ملتا ہے تاہم یہ مطبوعہ یا مخطوط کسی صورت میں تاحال دستیاب نہیں ہو سکیں[8]

<u>مکتوبات</u>

خواجہ غلام مرتضیٰؒ کی طرف ملک کے اطراف واکناف سے خطوط آیا کرتے جن میں سے کچھ آپ کے شاگردوں اور متوسلین کے ہوتے اور بعض آپ کے ہم عصر علماء کی طرف سے جن میں فقہی وشرعی موضوعات سے لے کر ذاتی مسائل تک کے متعلق استفسارات ہوتے۔ آپ اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود اپنی طرف آنے والے ہر خط کا اطمینان بخش جواب ضرور لکھتے، اگر طبیعت ناساز ہوتی تو نفس مضمون سمجھا کر کسی شاگرد سے کتابت کروالیتے۔ سفر کے دنوں میں اپنے صاحبزادگان کو بھی خط لکھا کرتے جس میں انکی تعلیم وتربیت اور درسگاہ کے انتظام وانصرام سے متعلق ہدایات ہوتیں۔ آپ کے مکاتیب روحانی اسرار ورموز اور اہم علمی نکات سے پر ہوتے؛ چنانچہ محفوظ کر لئے جاتے یا آپ کے تلامذہ ان کی نقول اپنے پاس محفوظ کر لیتے اس طرح مکتوبات کے کئی مجموعے تیار ہو گئے۔ ہم خواجہ کے مکتوبات کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے: مطبوعہ مکتوبات اور غیر مطبوعہ مکتوبات

مطبوعہ مکتوبات: آپ کی اولین سوانح "انوارِ مرتضوی" میں آپ کے خطوط کا ایک قابل قدر حصہ بھی شامل کیا گیا تھا ان میں زیادہ تر خطوط آپ کے تلامذہ ومریدین کے نام ہیں جن میں انکے علمی ستفسارات کے جوابات دیے گئے ہیں یا سلوک وطریقت سے متعلق رہنمائی ہے۔ ایک خط آپ کے استاد محترم مولانا غلام نبی للہی کی جانب بھی لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں چند معاصر علماء و فقراء کے نام خطوط بھی اس حصہ میں شامل ہیں[9]

آپ کے چند اہم خطوط کا اردو ترجمہ ڈاکٹر طفیل سالک (سابق سربراہ شعبہ فلسفہ، گورنمنٹ کالج لاہور) نے کیا ہے اور انہیں رسائل مرتضویہ کے نام سے شائع کیا ہے۔ رؤیت باری تعالی، حقیقت معراج، حیات انبیاء، حیات النبی ﷺ، اور رد قادیانیت وغیرہ ان مکاتیب کے اہم موضوعات ہیں۔

چند مکتوبات پروفیسر محمد نصر اللہ معینی اور پروفیسر غلام عباس کے اردو ترجمہ کے ساتھ مجلہ معین الاسلام میں شائع ہوئے ہیں۔

غیر مطبوعہ مکتوبات:

مکاتیب مرتضویہ: مکاتیب کا یہ مجموعہ خواجہ غلام مرتضی کی زندگی میں مرتب ہو گیا تھا۔ خواجہ نے خود اس کا مقدمہ بھی لکھا تھا، تاہم ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکا۔ اس کا قلمی نسخہ آپ کے شاگرد رشید مولانا عطا محمد کے خاندان میں موجود ہے۔

مجموعہ مولانا عبد الطیف سوہاوی: اس مجموعہ کا خطی نسخہ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی کے پاس محفوظ ہے اس میں سے کچھ خطوط طبع ہو کر اہل فکر ونظر کی ذوق طبع کا سامان بن چکے ہیں۔

متفرق خطوط: یہ بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ ان میں سے کچھ تو آپ نے اپنے اولاد اور اعزاء کے نام لکھے تھے، بعض آپ کے تلامذہ اور متعلقین کے نام ہیں۔

مکاتیب کے اہم موضوعات اور طرز تحریر

بیشتر رسائل عربی اور فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں۔ انداز بیان سادہ ہے، البتہ آغاز کلام میں فی زمنہ رائج القابات و خطابات ضرور لکھا کرتے۔ اہم شرعی یا علمی موضوعات سے متعلق بات ہوتی تو محض قیاس آرائی سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ قرآن کریم، اور احادیث و آثار سے دلائل کے ساتھ بات کرتے۔ آپ کے خطوط کے اہم موضوعات:

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی ترغیب	تعلیم و تعلم کی ترغیب
فکر آخرت	امراض باطنیہ کا علاج
مصائب پر صبر	واقعات و حوادث میں کار فرما حکمت الٰہی
اہل دنیا سے اجتناب	محبت الٰہی کے ثمرات ان گنت ہیں
ایذا رسانی سے پرہیز	سماع کے جواز کی شروط
خواتین سے حسن سلوک	طالب علموں کی نفسیات اور ان سے تعلق کی نوعیت
خوابوں کی تعبیر	حکمت تبلیغ
فقہی مسائل	حیاۃ النبی بعد الوفات
صحبت صالحین کے فضائل	مساجد کی تعمیر

ملفوظات: دانشور ادباء، اولیاء اور علماء، کے اقوال و ملفوظات جمع کرنے کی روایت بہت قدیم ہے، خصوصا اہل تصوف کے یہاں ملفوظات جمع کرنے کی روایت بہت مضبوط رہی ہے؛ چنانچہ اس ضمن میں بڑے ضخیم اور وقیع مجموعہ ہائے ملفوظات مرتب کیے گئے، جن میں سے بعض کو علم تصوف میں دستور کی حیثیت حاصل ہے۔ حلیۃ الاولیاء، فوائد الفواد، خیر المجالس، اسرار الاولیاء وغیرہ اس کی بڑی مثالیں ہیں۔ ان اقوال و ملفوظات سے جہاں کہنے والے کے علمی مقام و مرتبہ اور اس کے شخصی کردار و اخلاق کا اندازہ ہوتا ہے وہیں یہ علم و معرفت کی پیاس رکھنے والوں کے لیے سلسبیل و تسنیم کا مقام رکھتے ہیں۔

مولانا غلام مرتضیٰ اگرچہ کم گو تھے لیکن **خیر الکلام ما قل ودل** کے مصداق جو گفتگو کرتے علم و دانش اور اسرار و معرفت سے لبریز ہوتی جسے آپ کے بعض تلامذہ لکھ لیا کرتے۔ بعض ازاں ان ملفوظات کے کئی مجموعے تیار ہوئے، ان میں سے کچھ مجموعہ جات مثلا مجموعہ میاں اللہ دین خوشابی اور مجموعہ مولوی نور محمد دہالوی کا ذکر آپ کے سوانح میں ملتا ہے[10] لیکن وہ حوادث زمانہ سے ناپید ہوگئے ہیں اور تاحال دریافت نہیں ہوسکے تاہم دستیاب ملفوظات میں مجموعہ از مولانا عبد الرسول بکھروی[11] اور کتاب "نجم الھدی" از مولانا محبوب عالم قابل ذکر ہیں۔ مشہور عالم اور شاعر مولانا محبوب عالم سوہاوی نے نجم الھدی کے علاوہ اپنی دیگر کتب مثلا "نور الابصار" اور "من وسلوا" میں آپ کے چند ملفوظات کو شعری صورت میں لکھا ہے۔ ان میں سے کچھ شعری قالب میں ڈھالے ہوئے ملفوظات کتاب "انوار مرتضوی" میں بھی مذکور ہیں۔[12]

درسگاہ: خواجہ غلام مرتضی تحصیل علوم سے فراغت کے بعد آبائی علاقہ بیربل میں واپس آئے تو آپ نے ایک ایسی عظیم الشان درس گاہ کی بنیاد رکھی جو ہمہ گیر زوال کے اس دور میں مسلمانان ہند کے لیے امید کی کرن ثابت ہوئی۔ آپ کی قائم کردہ درس گاہ کے چیدہ چیدہ خدوخال کچھ اس طرح ہیں:

مسجد: مسجد کو اسلامی ثقافت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی مسجد نظام صلوۃ کے مقام کے ساتھ ساتھ اسلامی جامعہ اور مسلم کمیونٹی سنٹر بھی رہی ہے مسجد کی اس اہمیت کے پیش نظر آپ نے اپنے والد محترم کی قائم کردہ مسجد کو ہی اپنی پہلی درس گاہ بنایا۔ بعد ازاں بیربل شریف میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ مسجد کا برآمدہ، صحن اور اس میں لگے درخت کا سایہ بطور کلاس روم استعمال ہوتے۔ مسجد سے ملحقہ حجرے طالب علموں کی رہائش اور لائبریری وغیرہ کے لیے استعمال کیے جاتے۔

خانقاہ: قریہ سے باہر کی جانب ایک خانقاہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، خانقاہ میں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی جہاں حفظ وناظرہ اور ابتدائی تعلیم کی کلاسز ہوا کرتیں، آپ کے صاحبزادگان میں سے ایک اس مدرسہ کے نگران تھے۔

حفظ وناظرہ: آپ کو قرآن کریم سے قلبی وابستگی تھی، آپ نے خود بھی صغر سنی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا، اپنی تمام اولاد بیٹوں، پوتوں سب کو اس نعمت عظمی سے مالامال کیا۔ جب آپ نے مدرسہ شروع کیا تو علاقہ میں خال خال ہی کوئی حافظ ملتا تھا لیکن آپ کے درس قرآن اور تحریک حفظ قرآن کے نتیجہ میں پورا علاقہ حفاظ سے بھر گیا۔[13]

دار الافتاء: فتوی نویسی کی ذمہ داری مفتی شاہ عالمؒ[14] کے ذمہ تھی لیکن فتوی جاری ہونے سے پہلے آپ کی نظر سے گزارنا ضروری ہوتا، جن اہم مسائل کی تحقیق مطلوب ہوتی آپ خود ان کی تحقیق کرتے اور مکمل اطمینان کے بعد فتوی جاری ہوتا۔

لائبریری: مدرسہ اور کتب خانہ لازم وملزوم ہیں چنانچہ آپ نے مدرسہ قائم کیا تو ملک بھر سے ہر علم وفن کی کتابیں جمع کیں۔ نایاب کتابوں کی نقول تیار کروا کر رکھیں۔ جب لاہور آتے تو بڑے پبلشرز اپنی کتابوں کی فہارس لے کر حاضر ہو جاتے بعض اوقات آپ نے اتنی زیادہ کتابیں خریدیں کہ اونٹوں یا گدھوں ——— اس وقت عموما بار برداری کے یہی ذرائع تھے ——— پر لاد کر بیربل پہنچائی گئیں۔ آپ کے تقریبا تمام تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ آپکی لائبریری پنجاب کی بڑی لائبریریوں میں شمار ہوتی تھی۔

آپکے تربیت یافتہ افراد کا مختصر تعارف

مولانا غلام مرتضی سے اکتساب فیض کرنے والوں میں سے کئی سعادت مند آسمان علم وعرفان پر ستارے بن کر روشن ہوئے اور ان کے علم وفضل کا ایک زمانہ معترف رہا۔ ان خوش نصیب حضرات وخواتین کی ایک طویل فہرست ہے جس کا یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں صرف چند مشہور علماء وصوفیاء کا تذکرہ کریں گے جنھوں نے آپ سے تربیت حاصل کی اور پھر ہندوستان کے طول وعرض میں خدمت دین وملت میں مصروف رہے:

خواجہ محمد عمر بیربلویؒ: خواجہ کے پوتے ہیں اور آپ کے منظور نظر شاگرد بھی۔ تحصیل علوم کے بعد گورنمنٹ کالج پشاور میں لیکچرر مقرر ہوئے بعد ازاں ملازمت سے استعفادے کر خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی میں مشغول ہوگئے۔ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں "انقلاب الحقیقت"، "قرآنی حقائق (قرآنی نظریہ حیات وطریقت کی حقیقت)"، "سلوک اور مقصدِ سلوک"، "توحید"، "صراط مستقیم"، "زنبیل عمر" اور "حقائق ومعارف" قابل ذکر ہیں۔[15]

خواجہ محمد فخر الدین بیربلویؒ: مولانا کے حفید رشید تھے، بلند پایہ ادیب اور شاعر تھے۔ علم طب میں بھی خاص دسترس تھی۔ 17 سال کی عمر تک اپنے دادا، والد اور چچا سے تمام اسلامی علوم کی تحصیل وتکمیل کے بعد عازم دہلی ہوئے، جہاں حکیم اجمل خان سے طب کی تعلیم حاصل کی، پھر کچھ عرصہ لاہور میں پریکٹس کرنے کے بعد بیربل واپس چلے گئے اور خدمت خلق

ہے۔ جبکہ دیگر کتب اور متفرق مضامین قلمی نسخوں کی صورت میں ادارہ معین الاسلام کی لائبریری میں محفوظ ہیں[16]

میاں شاہ عالمؒ:

تھے افتاء کی ذمہ داری ان کے سپرد تھی۔ میاں صاحب علم ہیئت اور علم الساعت میں ملکہ رکھتے تھے، آپ نے اوقات نماز کے لیے کئی اوقات نامے، جداول، دھوپ گھڑیاں، اور مقیاس ایجاد کئے۔ میاں صاحب نے ایک ایسی گھڑی خود بنائی تھی جو اوقات نماز پر آواز پیدا کرتی (ایک طرح کا الارم)۔ اور مولانا ان ساری سرگرمیوں میں ان کی مدد فرماتے۔[17] ان معلومات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مولانا حافظ غلام مرتضیٰ نقلی علوم کے ساتھ ساتھ عقلی علوم کی تحصیل بھی ضروری سمجھتے تھے۔

شیخ احمد حسن سرہندی: خواجہ مجدد الف ثانی کی درگاہ کے صاحب سجادہ کے بھتیجے تھے۔ آپ کے سفر سرہند میں آپ کے مرید ہوئے اور پھر عرصہ دو سال بیربل میں تکمیل علوم کی غرض سے مقیم رہے۔ عمر بھر خدمت دین میں مصروف رہے۔[18]

مولانا محبوب عالم سوہاوی: تمام عقلی ونقلی علوم خواجہ کے زیر سایہ حاصل کیے، تبحر عالم اور شاعر تھے۔ مولانا غلام مرتضیٰ اپنے شاگرد کی صلاحیتوں کے خود بھی معترف تھے چنانچہ جو خطوط مولانا سوہاوی اپنے استاد مولانا غلام مرتضیٰ کی طرف لکھے انہوں نے انکا ایک مجموعہ مکاتیب محبوبیہ کے نام سے تشکیل دیا۔ مولانا سوہاوی کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں تفسیر

ہیں۔ آپ نے قصیدہ نبویہ کے نام سے ایک غیر منقوط قصیدہ بھی لکھا تھا۔[19]

صوفی محمد ابراہیم قصوری: قصور کے رہنے والے تھے، صاحب علم وفضل تھے آپ کے علمی آثار میں سے ایک کتاب "خزینہ رحمت" ہے[20]

میاں محمد شفیع سجادہ نشین درس میاں وڈا لاہور: شہنشاہ اکبر اور شاہجہاں کے دور کے مشہور عالم دین اور سہروردی سلسلہ کے بزرگ حافظ محمد اسمعیل المعروف میاں وڈا[21] کی خانقاہ کے سجادہ نشین تھے، باطنی علوم کی تحصیل اور سلوک روحانی کے لیے آپ کی بیعت کی۔ آپ کے آثار میں ایک کتاب "تذکرہ خواجہ میاں وڈا" ہے

مولانا عبدالرسول بکھروی: آپ کے شاگرد تھے بڑے عالم اور شاعر تھے۔ بکھر بار کے علاقے میں خدمت دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی اولین سوانح "انوار مرتضوی" انہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ آپکی دیگر کتب میں سے خلاصۃ الطب، ہیضہ اور طاعون کا علاج، التحقیقات العمدۃ فی ذبیحۃ فوق العقدۃ فی ضوء احکام الشریعۃ وغیرھا اہم ہیں

مولانا غلام مرتضی پٹیالوی: آپ کے شاگرد رشید تھے۔ ریاست پٹیالہ میں مدرسہ قائم کیا اور اسلامی علوم کی اشاعت میں مصروف رہے۔

مذکورہ شخصیات کے علاوہ شیخ احمد صاحبؒ، مولانا محمد سلیم دہلوی، میاں خلیل کشمیری،[22] مولانا علی محمد، مولانا شمس الدین

مضمون میں ممکن نہیں۔

خواتین کی تعلیم وتربیت: مولانا غلام مرتضی اپنے ہم عصر علماء میں اس حیثیت سے بھی ممتاز ہیں کہ آپ نے برصغیر کے روایتی علماء کے برعکس خواتین کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا؛ چنانچہ خواجہ سے اکتساب علم کرنے والوں میں خواتین کی ایک بڑی تعداد بھی شامل تھی جن میں سے کچھ خواتین کے نام اور ان کی علمی وروحانی استعداد کا تذکرہ آپ کی سوانح حیات[23] میں ملتا ہے۔ آپ نے ان کو وعظ ونصیحت کرنے کے لیے الگ دن مقرر کر رکھا تھا۔ آپ مردوزن کے اختلاط کو ناپسند فرماتے چنانچہ وعظ کے دوران آپ کے اور خواتین کے درمیان پردہ حائل رہتا۔ خواتین اپنے مسائل آپ کی طرف لکھ بھیجتیں اور آپ ان کو جوابات مرحمت فرماتے۔

15 رجب 1321 بمطابق 7 اکتوبر 1903 کو آپ کی وفات سے علم وعرفاں کا ایک درخشاں باب ختم ہو گیا۔ ہندوستان (برصغیر پاک وہند) کے بہت سے جلیل القدر علماء نے آپ کی رثاء میں عربی اور فارسی زبان میں قصائد منظوم کیے ہیں جو برصغیر کے شعری ادب میں بجائے خود ایک حسین اضافہ ہیں۔

خلاصہ کلام

دعوت وتبلیغ دین کی ذمہ داری کو ہر زمانہ میں بطریق احسن انجام دیتے چلے آئے ہیں حتی کہ ہمہ جہت زوال کے اس دور میں بھی جب پوری دنیا میں اہل اسلام کے لیے عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ان نفوس قدسیہ نے اسلامی تعلیمات کی شمع کو بجھنے نہیں دیا۔

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ[25]

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حوالاجات

[1] مشہور عالم، فقیہہ، مناظر، اور صوفی مولانا غلام نبی للہی (وفات: 1306 ہجری)۔ آپ نے ابتداً میں پشاور میں دینی علوم کی تدریس شروع کی تھی بعد ازاں اپنے آبائی علاقہ للہ شریف میں مدرسہ قائم کیا جہاں دور دراز سے تشنگان علم اپنی پیاس بجھانے آتے۔

[2] حضرت غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری مشہور شعراء بلھے شاہ اور وارث شاہ کے روحانی استاد مخدوم پنجاب حافظ غلام مرتضی کے پوتے تھے۔ بڑے عالم و فاضل اور قادر الکلام شاعر تھے۔ پنجابی، فارسی، اور عربی تین زبانوں میں آپ کا کلام ملتا ہے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ 1270 ہجری میں وفات ہوئی

[3] بکھروی، عبدالرسول، انوار مرتضوی، نلی۔ عمر، محمد، تذکرہ حضرت اعلی، لاہور، ادارہ تصوف۔ فقری، محمد عالم، اولیاء اللہ، لاہور شبیر برادرز۔ نظامی، خواجہ عابد، اولیاء اللہ، لاہور، فیصل ناشران، بجنوری، محمد حسن، تاریخ مشائخ نقشبند۔ توکلی، محمد نور بخش (علامہ)، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، گجرات، فضل نور اکیڈمی

[4]۔ قادری، محمد عبدالحکیم شرف، ضمیمہ رسائل مرتضویہ، مرتب و مترجم، سالک، ڈاکٹر محمد طفیل، لاہور، مکتبہ شمس و قمر، ص:

[5] محمد عمر، مرجع سابق، ص:124

[6] سورۃ الاسراء: آیت 81

[7] معینی، پروفیسر محمد نصر اللہ، مقدمہ گلدستہ احادیث ترجمہ نزہۃ الناظرین، لاہور، زاویہ پبلشرز، ص:19

[8] سوہاوی، مولانا عبد اللطیف، مکتوبات شیخ غلام مرتضی، قلمی نسخہ

[9]۔ بکھروی، مرجع سابق، صص:77 تا 107

[10] بکھروی، ایضا، ص77

[11] مولانا عبدالرسول بکھروی نے آپ کے چالیس اہم ملفوظات کو جمع کیا تھا جو انہوں نے اپنی کتاب انوار مرتضوی میں شامل کیے ہیں۔

[12] بکھروی، ایضا، ص ص:70، 69، 64، 63، 62، 61، 60

[13] پیر بلوی، محمد عمر، تذکرہ حضرت اعلیٰ، ص:15

[14] تفصیل کے لیے دیکھیں مولانا غلام مرتضی کے تربیت یافتہ افراد

[15] تفصیلات کے لیے دیکھیں: خان، غلام عابد، انوار عمر، لاہور، احباب پبلشرز: 1998۔ عبید الرحمان، محمد (الدکتور)، فضل عمر، لاہور، ادارہ تصوف: 2006۔ للہی، مطلوب الرسول، گوہر عمر، طبع 1986۔ للہی، عبدالرسول، تاریخ مشائخ نقشبند، لاہور، زاویہ پبلشرز

[16] تفصیلات کے لیے دیکھیں: فخر الدین، محمد، فیضان میروی، تحقیق و تدوین، معینی، محمد نصر اللہ (پروفیسر)، بیربل، مکتبہ مرتضویہ

[17] بکھروی، ص:185

[18] بکھروی، ص190

[19] تفصیلات کے لیے دیکھیں، انوار مترضوی، تذکرہ حضرت اعلی، مکاتیب محبوبیہ (مخطوط)

[20] بکھروی، ص189

[21] حافظ محمد اسمٰعیلؒ کو "میاں وڈا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے درس و تدریس کے لئے ایک دار العلوم قائم کیا جو درس میاں وڈا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا مقبرہ اور درس لاہور کے علاقہ مغلپورہ میں واقع ہے آپ کی ساری زندگی دین حق کی تبلیغ میں گذری اور آپ کا شمار اپنے دور کے اکابر علماء میں کیا جاتا ہے۔ آپ نے تین مغل شہنشاہوں، ہمایوں، اکبر اور شاہجہان کا دور دیکھا۔ 1683ء میں آپ کا انتقال سو سال کے لگ بھگ عمر میں ہوا۔ (بحوالہ، خزینۃ الاصفیاء، لاہور کے اولیاء سہروردیہ)

[22] بکھروی ص190

[23] بکھروی، ایضا، ص:196

[24] ابو داود (3641)، والترمذي (2682)، وابن ماجه (223)، واحمد (21715(

[25] سورۃ التوبۃ: آیت 32